کامران اَیوب

# رمضان المبارک میں کرنے کے کام

روحِ انسانی کی تسکین کیلئے چند اَشیا ناگزیر ہیں جن کو ہم غیر شعوری طور پر عمل میں لاتے ہیں لیکن شعوری طور پر ان کے فضائل و اَثرات سے ناواقفیت کی بنا پر جلد ہی ہم ایسے کاموں سے دستبردار ہوجاتے ہیں اور رفتہ رفتہ اپنے پروردگار کی رحمتوں اور مغفرتوں سے دور ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ ذکرِالٰہی اور عبادتِ ربانی سے حاصل ہونے والے سکون و اِطمینان کو کھو بیٹھتے ہیں۔ افسوس اس بات کا ہے کہ ہم اُس چیز کو بھلا بیٹھے ہیں جس کی وجہ سے ہمارے دِل بے ساختہ بارگاہِ الٰہی میں سجدۂ ریز ہو جاتے ہیں وہ آخر کون سے اَعمال و اَفعال ہیں؟ آیئے قرآن وسنت میں بیان کردہ وہ اَعمال عجز وخلوص سے بجا لائیں جن سے ماہِ رمضان کی فضیلتوں کو اپنے دامن میں سمویا جا سکتا ہے۔

### روزہ رکھنا

① رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ''ابن آدم کو اس کے ہر نیک عمل پر ۱۰ گنا سے ۷۰۰ تک بڑھا کر اَجر دیا جاتا ہے لیکن روزے کے متعلق ربِ کائنات فرماتے ہیں کہ فرشتو! تم میرے بندے کے اس عمل کی جزا نہیں لکھ سکتے، کیونکہ اس نے میرے لیے کھانا، پینا اور اپنی خواہشات کو چھوڑا تھا اس لئے اس کا اَجر میں خود دوں گا۔ روزہ دار کیلئے دو خوشیاں ہیں: ایک افطاری کے وقت اور ایک قیامت کو اپنے رب سے ملاقات کے وقت۔ روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کو کستوری سے بڑھ کر پسند ہے۔'' [صحیح البخاري: ۷۴۹۲]

---

☆ متعلّم ثانیة کلیة القرآن، جامعہ لاہور الاسلامیہ

② ''جس نے رمضان کے روزے اللہ پر ایمان رکھتے ہوئے اور ثواب کی اُمید رکھتے ہوئے رکھے اسکے پچھلے سارے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔'' [صحيح البخاري: ٣٨]

یہ بات بھی واضح ہے کہ اتنا زیادہ اَجر وثواب صرف کھانا پینا چھوڑنے سے نہیں ملے گا بلکہ یہ چند اور باتوں کا بھی متقاضی ہے۔ ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

③ ''جس نے جھوٹی بات اور اس پر عمل کو نہ چھوڑا تو اللہ تعالیٰ کو اس کے بھوکا پیاسا رہنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔'' [صحيح البخاري: ١٩٠٣]

اسی طرح فرمایا:

④ ''روزہ ایک ڈھال ہے۔ جب تم میں سے کوئی روزہ رکھے تو نہ عورت کی رغبت کرے، نہ فسق و فجور والے کام کرے اور نہ ہی بیہودہ باتیں کرے۔ اگر اس کو کوئی گالی دے تو کہے کہ 'میں تو روزہ دار ہوں۔'' [صحيح البخاري: ٦٨٩]

## قیام اللیل کرنا

قیام اللیل کا اہتمام کرنا تقربِ الٰہی کا بہترین قرینہ ہے کیونکہ خود رب تعالیٰ نے اسے اپنے مقربین بندوں کی صفات میں بیان کیا ہے، ارشادِ باری ہے

﴿ وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ﴿63﴾ وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا ﴾ [الفرقان: ٦٣، ٦٤]

''اللہ کے جو بندے ہیں وہ زمین پر عاجزی سے چلتے ہیں اور جب جاہلوں سے مخاطب ہوتے ہیں تو ان کو سلام کرتے ہوئے گزر جاتے ہیں، اور راتیں اپنے رب کے سامنے کھڑے ہوکر اور سجدہ ریز ہوکر گزارتے ہیں۔''

نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا قیام اللیل اسی طرح کا ہوتا تھا۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ نے کبھی بھی قیام نہیں چھوڑا تھا اور جب آپ ﷺ بیمار ہو جاتے تو بیٹھ کر نماز پڑھ لیتے تھے۔

دیکھیے کہ اس حالت میں بھی نبی کریم ﷺ نے قیام اللیل نہیں چھوڑا یہی وجہ تھی کہ آپ ﷺ کی تربیت کا رنگ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں نمایاں نظر آتا تھا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ رات کو

نماز پڑھتے رہتے، حتیٰ کہ جب آدھی رات گزر جاتی تو اپنے گھر والوں کو جگاتے اور ساتھ یہ آیتِ مبارکہ پڑھتے رہتے:

﴿ وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا لَا نَسْئَلُكَ رِزْقًا نَحْنُ نَرْزُقُكَ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى ﴾ [طه:۱۳۲]

''اور اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دے اور اس پر خوب پابند رہ، ہم تجھ سے کسی رزق کا مطالبہ نہیں کرتے، ہم ہی تجھے رزق دیں گے اور اچھا انجام تقویٰ کا ہے۔''

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ یہ آیتِ مبارکہ پڑھا کرتے تھے:

﴿ اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّيْلِ سَاجِدًا وَّقَآئِمًا يَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَيَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖ ﴾ [الزمر:۹]

''کیا یہ شخص بہتر ہے یا وہ جو رات کی گھڑیوں میں سجدہ اور قیام کرتے ہوئے عبادت کرنے والا ہے، آخرت سے ڈرتا ہے اور اپنے رب کی رحمت کی اُمید رکھتا ہے۔''

اور اپنے اس عمل کے بارے میں کہا کرتے تھے کہ یہ عثمان رضی اللہ عنہ کا عمل ہے۔

ابن اَبی حاتم رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا یہ قول سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی رات کو دیر تک نماز پڑھنے اور لمبی قراءت کرنے پر دلالت کرتا ہے اور آپ رضی اللہ عنہ اتنی قراءت کیا کرتے تھے کہ بعض اَوقات ایک ہی رکعت میں سارا قرآن پڑھ جاتے تھے۔

سائب بن زید رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ قاری سینکڑوں آیات پڑھا کرتا تھا حتیٰ کہ ہم لمبے قیام کی وجہ سے لاٹھیوں کا سہارا لیتے تھے اور تراویح پڑھنے والے فجر کے وقت لوٹتے تھے۔

علقمہ بن قیس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ رات گزاری۔ آپ رضی اللہ عنہ رات کی ابتدا میں ہی کھڑے ہوگئے اور نماز پڑھنی شروع کردی۔ نماز کے دوران امام جیسی قراءت کرتے یعنی ٹھہر ٹھہر کر، اور آواز اتنی اُونچی نہ ہوتی تھی بلکہ صرف قریب والا ہی آپ رضی اللہ عنہ کی آواز سن سکتا تھا اور اتنی لمبی نماز پڑھتے کہ بالکل تھوڑا اندھیرا باقی رہ جاتا پھر وِتر پڑھتے۔

ہر مسلمان کیلئے یہ مقامِ فکر ہے اور اسے اس بات کا اہتمام کرنا چاہیے کہ وہ امام کے

ساتھ نمازِ تراویح مکمل کرے یہاں تک کہ قائمین میں اس کا نام لکھ دیا جائے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اپنے امام کے ساتھ نمازِ تراویح مکمل پڑھی تو اس کیلئے پوری رات کا قیام لکھ دیا جاتا ہے۔'' [جامع الترمذي: ٨٠٦]

## صدقہ دینا

آپ ﷺ تمام لوگوں سے بڑھ کر سخی تھے اور رمضان المبارک میں تو آپ ﷺ آندھی سے بھی زیادہ تیز صدقہ کیا کرتے تھے۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے:

« أَفْضَلُ الصَّدَقَةِ فِي رَمَضَانَ » [جامع الترمذي: ٦٦٣]

''سب سے بہترین صدقہ رمضان المبارک کا ہے۔''

طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کی اہلیہ سعدی بنت عوف رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک دن طلحہ پریشانی کے عالم میں گھر میں داخل ہوئے، میں نے وجہ پوچھی کہ آپ اتنے افسردہ کیوں ہیں، مجھ سے ناراض تو نہیں؟ کہنے لگے: نہیں! اصل میں بات یہ ہے کہ میرے پاس بہت زیادہ مال آ گیا تھا جس نے مجھے پریشان کیا ہوا تھا۔ سعدی رضی اللہ عنہا نے پوچھا: پھر آپ نے کیا کیا؟ کہنے لگے: میں نے اسے تقسیم کر دیا حتیٰ کہ ایک درہم باقی بچا۔ طلحہ بن یحیٰ کہتے ہیں کہ میں نے طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کے خزانچی سے پوچھا کہ کتنا مال تھا؟ اس نے کہا کہ چار لاکھ درہم تھے۔

رمضان المبارک میں صدقہ کرنا بڑی فضیلت اور خصوصیت کا حامل ہے، اس سے پیچھے نہیں رہنا چاہئے اور اللہ تعالیٰ کی رحمتیں سمیٹنے میں جلدی کرنی چاہئے۔

## کھانا کھلانا

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا ﴿٨﴾ إِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللَّهِ لَا نُرِيدُ مِنكُمْ جَزَاءً وَلَا شُكُورًا ﴿٩﴾ إِنَّا نَخَافُ مِن رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوسًا قَمْطَرِيرًا ﴿١٠﴾ فَوَقَاهُمُ اللَّهُ شَرَّ ذَٰلِكَ الْيَوْمِ وَلَقَّاهُمْ نَضْرَةً وَسُرُورًا ﴿١١﴾ وَجَزَاهُم بِمَا صَبَرُوا جَنَّةً وَحَرِيرًا ﴾ [الدهر: ٨-١٢]

''اور اللہ تعالیٰ کی محبت میں کھانا کھلاتے ہیں مسکین، یتیم اور قیدیوں کو۔ ہم تو تمہیں صرف اللہ تعالیٰ کی رضامندی کیلئے کھلاتے ہیں نہ تم سے بدلہ چاہتے ہیں نہ شکر گزاری۔ بے شک ہم اپنے پروردگار سے اس دن کا خوف کرتے ہیں جو اُداسی اور سختی والا ہوگا۔ پس انہیں اللہ تعالیٰ نے اس دن کی برائی سے بچا لیا اور انہیں تازگی اور خوشی پہنچائی۔ اور انہیں ان کے صبر کے بدلے جنت اور ریشمی لباس عطا فرمائے۔''

سلف صالحین تو کھانا کھلانے کی حرص کیا کرتے تھے بلکہ اسے دیگر عبادات پر مقدم کیا کرتے تھے کسی بھوکے کو پیٹ بھر کر کھانا کھلا دینا یا کسی نیک بندے کو کھا نا کھلا نا اُن کیلئے ایک جیسا تھا اور اُمیر وغریب کا کوئی فرق نہ کرتے تھے۔

فرمانِ نبوی ﷺ ہے:

« أَيُّهَا النَّاسُ! أَفْشُوا السَّلام وَأَطْعِمُوا الطَّعَامَ وَصَلُّوا وَالنَّاسُ نِيَام تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ » [جامع الترمذي: ۲۴۸۵]

''اے لوگو! سلام کو عام کرو، ایک دوسرے کو کھانا کھلاؤ، رات کو جب لوگ سو رہے ہوں اپنے رب کی عبادت کیا کرو تو تم جنت میں سلامتی سے داخل ہو جاؤ گے۔''

سلف صالحین تو اس کا اتنا اہتمام کرتے تھے کہ کہتے تھے: ہم اگر اپنے ساتھیوں کو ان کی مرضی کے مطابق کھانا کھلائیں، یہ بات ہمیں اس سے زیادہ محبوب ہے کہ ہم اولادِ اسماعیل میں سے دس غلام آزاد کریں۔

بعض اسلاف افطاری کروانے کو ترجیح دیا کرتے تھے جن میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، داود الطائی، مالک بن دینار اور احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہم وغیرہ۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ صرف اور صرف یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ افطاری کرتے تھے۔

سیدنا حسن بصری اور عبد اللہ بن مبارک رحمہما اللہ جن روزہ دار بھائیوں کو کھانا کھلایا کرتے ان کے ساتھ بیٹھتے، ان کی خدمت کرتے اور راحت کا سامان مہیا کرتے تھے۔

اَبو سوار عدوی بیان کرتے ہیں کہ قبیلہ بنو عدی کے آدمی اپنی مسجد میں نماز پڑھا کرتے تھے اور وہ کبھی اکیلے کھانا نہ کھاتے تھے اگر کوئی بندہ مل جاتا تو اسے ساتھ بٹھا کر کھانا کھاتے ورنہ اپنے کھانے کو مسجد لے جاتے اور سب لوگوں کے ساتھ مل کر کھاتے تھے۔

ایک دوسرے کو کھانا کھلانے سے متعدد فوائد حاصل ہوتے ہیں اور اس سے بہت ساری عبادتوں کی داغ بیل پڑتی ہے۔ اس سے محبت و بھائی چارا بڑھتا ہے جو جنت میں داخلے کا سبب ہے۔ حدیث مبارکہ میں ہے:

« لَا تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ حَتّٰى تُؤمِنُوا وَلَا تُؤمِنُوا حَتّٰى تَحَابُّوا » [صحیح مسلم: ۵۴]

”تم ایمان لائے بغیر جنت میں داخل نہیں ہو سکتے اور جب تک تم ایک دوسرے سے محبت نہ کرنے لگ جاؤ تب تک تم ایمان والے نہیں بن سکتے۔“

جس طرح صالحین کی صحبت اختیار کرنے سے بندے میں اپنے احتساب اور آخرت کی فکر پیدا ہوتی ہے، اسی طرح کھانا کھلانے سے محبت اور اطاعت الٰہی کے کاموں میں سبقت لے جانے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

## اَفطاری کرانا

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

« مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا كَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِهِ غَيْرَ أَنَّهُ لَا يَنْقُصُ مِنْ أَجْرِ الصَّائِمِ شَيْئًا » [جامع الترمذي: ۸۰۷]

”جس نے کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرایا تو اس کو بھی روزہ دار کی مثل اَجر دیا جائے گا اور روزہ دار کے اَجر سے کچھ کمی نہیں کی جائیگی۔“

ایک اور حدیثِ مبارکہ ہے:

”جس نے کسی روزہ دار کا روزہ اِفطار کرایا تو اس کے سارے گناہ بخش دیئے جائیں گے، اور اُس کو جہنم سے آزاد کر دِیا جائے گا، اس کیلئے روزے دار جتنا اَجر ہوگا اور روزے دار کا اَجر بھی کم نہ کیا جائے گا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! ہم میں سے ہر کوئی تو ایسا نہیں جو روزے دار کا روزہ اِفطار کرا سکے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص کسی کو دودھ یا پانی کا ایک گھونٹ پلا دے یا کسی کو کھجور کھلا دے تو اللہ تعالیٰ اس کو بھی یہی ثواب عطا فرمائے گا اور جس نے کسی روزے دار کو پانی پلایا اللہ اس کو میرے حوض سے ایسا پانی پلائے گا کہ پھر اسے جنت میں داخل ہونے تک پیاس محسوس نہ ہوگی۔“

## قرآن کی تلاوت

رمضان المبارک کا مہینہ چونکہ قرآن کا مہینہ ہے لہٰذا ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ اس مہینے میں قرآنِ پاک کثرت سے پڑھے اور اللہ کی رحمتیں لوٹتا چلا جائے کیونکہ یہ نایاب مواقع قسمت والوں کو ہی میسر آتے ہیں اور ان سے فائدہ بھی با نصیب ہی اُٹھا پاتے ہیں۔

ہمارے سامنے سلف صالحین کا طریقہ کار اس بارے میں بالکل عیاں ہے۔ نبی کریم ﷺ بذاتِ خود رمضان میں جبریل علیہ السلام کے ساتھ قرآن مجید کا دور فرمایا کرتے تھے۔ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ روزانہ ایک مکمل قرآن پڑھا کرتے تھے اور بعض قیامِ رمضان کی تین راتوں میں، بعض سات اور بعض دس راتوں میں قرآن مجید کو مکمل کیا کرتے تھے اور نماز میں بھی قرآن مجید پڑھا کرتے تھے۔

امام شافعی رحمہ اللہ رمضان میں بغیر نماز چھ مرتبہ قرآن مجید ختم کیا کرتے تھے۔

قتادہ کا طرزِ عمل کچھ یوں تھا کہ وہ عام حالت میں سات دِنوں میں، رمضان میں تین دِنوں میں جبکہ آخری عشرے میں ہر رات قرآن کریم کو مکمل کیا کرتے تھے۔

امام زہری رحمہ اللہ تو اس حد تک اہتمام فرماتے کہ رمضان المبارک آنے پر حدیث اور اہلِ علم کی مجالس تک چھوڑ دیتے اور صرف تلاوتِ قرآن میں مشغول ہو جاتے۔

امام سفیان ثوری رحمہ اللہ رمضان میں جمیع عبادات کو چھوڑ کر قرآن کریم کی تلاوت کی طرف متوجہ ہو جاتے تھے۔

ابن رجب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اگرچہ تین سے کم دنوں میں قرآن کریم کو ختم کرنے سے منع کیا گیا ہے لیکن فضیلت والی گھڑیوں مثلاً رمضان المبارک اور فضیلت والے مقامات مثلاً مسجدِ حرام وغیرہ میں ان کی فضیلت کی بنا کثرت سے تلاوت کرنا جائز ہے۔ یہ امام احمد، اسحٰق اور دیگر ائمہ رحمہم اللہ کی رائے ہے۔ اس کے علاوہ صحابہ و تابعین کا عمل بھی اس کی تائید کرتا ہے۔

## دورانِ تلاوت رونا

سلف صالحین کا طریقہ کار تھا کہ وہ قرآن کو بغیر سوچے سمجھے نہ پڑھتے تھے۔ وہ تو اس

کے ساتھ اپنے دِلوں کو گرماتے اور عمل کرنے پر اُبھارا کرتے تھے۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ مجھے قرآن مجید سناؤ۔ میں نے عرض کیا کہ قرآن مجید تو آپ پر نازِل ہوا ہے میں آپ کو کیسے سناؤں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں پسند کرتا ہوں کہ اپنے غیر سے قرآن سنوں۔'' ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے سورۃ النساء پڑھنا شروع کی، حتیٰ کہ میں آیت ِکریمہ ﴿ فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا ﴾ [النساء: ۴۱] ''پھر کیا حال ہو گا جب ہم ہر اُمت سے ایک گواہ لائیں گے اور تجھے ان تمام لوگوں پر گواہ ٹھہرائیں گے۔'' تو آپ ﷺ فرمانے لگے: ''اے عبداللہ! بس کرو۔'' جب میں آپ کی طرف متوجہ ہوا تو آپ ﷺ کی آنکھوں سے لگاتار آنسو بہہ رہے تھے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے:

''جب یہ آیت نازل ہوئی: ﴿ اَفَمِنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ تَعْجَبُوْنَ وَتَضْحَكُوْنَ وَلَا تَبْكُوْنَ ﴾ [النجم: ۵۹-۶۰] ''تو کیا تم اس بات (قیامت) پر تعجب کرتے ہو؟ اور ہنستے ہو اور روتے نہیں ہو۔'' تو اہلِ صفہ رونے لگے یہاں تک کہ ان کے آنسو آنکھوں سے نکل کر ان کے رخساروں پر بہنے لگے۔ پس جب رسول اللہ ﷺ نے ان کے رونے کی وجہ معلوم کی تو آپ ﷺ بھی رونے لگ گئے اور ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ رو دیئے۔ تو رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو اللہ کے ڈر سے رو پڑا، وہ جہنم میں نہیں جاسکتا۔''

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ سورۂ مطففین کی تلاوت فرما رہے تھے، جب آیت کریمہ ﴿ يَوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴾ [المطففین: ۶] ''جس دن لوگ رب العلمین کیلئے کھڑے ہوں گے۔'' پر پہنچے تو رونے لگ گئے، یہاں تک کہ آپ سجدے میں گر گئے اور اس کے بعد قراءت کرنا بند کر دیا۔

مزاحم بن زفر رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ ایک دن ہمیں سفیان ثوری رحمہ اللہ مغرب کی نماز پڑھا رہے تھے، قراءت کرنی شروع کی، جب ﴿ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ﴾ تک پہنچے تو اِتنا روئے کہ قراءت ختم کر کے دوبارہ الحمد سے شروع کیا۔

ابراہیم بن اشعث کہتے ہیں کہ میں نے فضیل رحمہ اللہ کو سنا کہ ایک رات وہ سورۂ محمد کی تلاوت فرما رہے تھے، ساتھ ساتھ روتے اور اس آیت کو بار بار دُہراتے: ﴿ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتّٰى نَعْلَمَ الْمُجَاهِدِيْنَ مِنْكُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ وَنَبْلُوَا اَخْبَارَكُمْ ﴾ [محمد: ۳۱] ''اور ہم ضرور تمہیں آزمائیں گے حتیٰ کہ تم سے جہاد کرنیوالوں اور صبر کرنے والوں کو جان لیں اور تمہارے حالات جانچ لیں۔''

## طلوع آفتاب تک مسجد میں بیٹھنا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز ادا کرنے کے بعد سورج طلوع ہونے تک اپنی جگہ پر بیٹھے رہتے تھے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص فجر کی نماز باجماعت اَدا کرے اور طلوعِ فجر تک اللہ کا ذکر کرتا رہے پھر دو رکعتیں پڑھے تو اس کیلئے مکمل حج وعمرہ کا ثواب ہے اس کیلئے مکمل حج وعمرہ کا ثواب ہے اس کیلئے مکمل حج وعمرہ کا ثواب ہے [جامع الترمذي: ٥٨٦] یہ تو عام دِنوں کا ثواب ہے تو رمضان میں کتنا اَجر وثواب ملتا ہوگا؟

رمضان المبارک میں خوابِ غفلت کی نیند سونے والوں کیلئے ایک سنہری موقع ہے کہ وہ اپنے ضائع کئے ہوئے وقت کو کارآمد بنالیں کیونکہ اس کے دِنوں میں صیام اور راتوں میں قیام کی وجہ سے گزشتہ گناہوں کی معافی مل جاتی ہے۔ زندگی کو بدلنے کا ایک نادِر موقعہ ہوتا ہے، زندگی کو ایک نیا راستہ ملتا ہے۔ انسان کیلئے اللہ تعالیٰ سے ناتا مضبوط کرنے کا بہترین وقت ہوتا ہے تو انسان کو چاہیے کہ وہ راتوں کو جاگ کر اللہ تعالیٰ کو منائے، صالحین کی پیروی کرتے ہوئے معرفتِ الٰہی حاصل کرے اور جنت میں بلند و بالا مقام حاصل کرنے کیلئے اپنے آپ کو کھپا دے۔

## اعتکاف کرنا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر رمضان میں دس دن کا اعتکاف کیا کرتے تھے اور جس سال آپ کی وفات ہوئی اس سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیس دن کا اعتکاف کیا تھا۔

اعتکاف کا لغوی معنی ہے روکنا اور شرعی اصطلاح میں اس سے مراد ہے کہ آدمی اطاعتِ الٰہی کی خاطر اپنے آپ کو ایک خاص مقام (مسجد) میں روک لے اور دیگر دُنیوی معاملات سے ناتا توڑ کر اپنے پروردِگار سے تعلق کو مضبوط کرے، اپنے دل کو فضول خیالات سے پاک کرکے اس کو اپنے رب کی منشا کے مطابق ڈھال لے۔ یہ ایسی عبادت ہے جو بہت ساری عبادات کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے مثلاً تلاوت، نماز، ذکر اور دُعا۔

## رمضان میں عمرہ کرنا

ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

« إِنَّ عُمْرَةً فِي رَمَضَانَ تَقْضِي حَجَّةً أَوْ حَجَّةً مَعِي » [صحيح البخاري: ١٨٦٣]

''رمضان المبارک میں عمرہ کرنا حج کے برابر ہے یا میرے ساتھ حج کے برابر ہے۔''

## لیلۃ القدر کی تلاش کرنا

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ إِنَّآ أَنزَلْنَٰهُ فِى لَيْلَةِ ٱلْقَدْرِ ۝١ وَمَآ أَدْرَىٰكَ مَا لَيْلَةُ ٱلْقَدْرِ ۝٢ لَيْلَةُ ٱلْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ ﴾ [القدر: ١-٣]

''بلاشبہ ہم نے اسے قدر کی رات میں اُتارا۔ اور تجھے کیا معلوم! قدر کی رات کیا ہے؟ قدر کی رات ہزار مہینے سے بہتر ہے۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« مَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ » [صحيح البخاري: ١٩٠١]

''جس نے لیلۃ القدر کو ایمان کی حالت میں، ثواب کی اُمید کرتے ہوئے قیام کیا اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔''

آپ ﷺ خود اس کو تلاش کرتے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس کا حکم دیتے تھے اور آخری عشرہ میں اس بات کی اُمید کرتے ہوئے کہ گھر والے بھی لیلۃ القدر کو پالیں ان کو جگایا کرتے تھے۔ مسند میں عبادہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے: ''جس نے لیلۃ القدر کیلئے قیام

کیا اور اس کو تلاش کیا اور پھر اس کو پا لیا تو اس کے اگلے پچھلے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔'' سنن النسائی میں بھی ایسی روایت موجود ہے، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کی اِسناد کو صحیح کی شرائط پر قرار دیا ہے۔

یہ رات رمضان المبارک کے آخری دس دنوں میں طاق راتوں میں پائی جاتی ہے اور میرا خیال ہے کہ وہ اکثر ستائیسویں رات ہوتی ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی قسم! میں جانتا ہوں کہ وہ کونسی رات ہے جس رات کے قیام کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا وہ ستائیسویں رات ہے۔''

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر میں لیلۃ القدر کو پالوں تو کیا دُعا کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ پڑھو: « اللهم إنك عفوّ تحبّ العفو فاعفُ عني »''

## بکثرت ذکر، دُعا اور استغفار کرنا

ان مبارک اور قبولیت کی گھڑیوں میں اپنی مصروفیات کو کم کر دینا چاہیے اور زیادہ تر وقت یادِ الٰہی میں گزارنا چاہیے، اپنے رب کے ہاں اپنی دلی مرادیں اور نیک تمنائیں پیش کرنی چاہیں، نامعلوم وہ کونسی گھڑی ہے کہ آپ دُعا کر رہے ہوں اور رحمتِ باری تعالیٰ جوش میں آئی ہو تو ساری بگڑیاں سنور جائیں اور دُکھی دِلوں کو راحت وسکون مل جائے۔ احساسِ کمتری کا شکار نہ ہوں، اگر آپ سمجھتے ہیں کہ وہ سب کا رَب ہے تو اس بات پر بھی یقین کر لیجئے کہ وہ سنتا بھی سب کی ہے۔ تُو اَپنے درد کہن کی دُعا مانگ، اپنے رب کو نہایت مہربان، معاف کرنے والا، محبت کرنے والا اور ایک عظیم شافی الامراض پائے گا۔

اب ہی اپنے رب کی طرف لوٹ کر آجا اور اپنے پروردگار کا محبوب ومقرب بن جا!

معزز قارئین! یہ تمام اعمال ہمیں جنت کے باغوں کے سایے میں پہنچا دیں گے لیکن ان سب کیلئے ایک اہم چیز بہت ضروری ہے اور وہ ہے اخلاص۔ کیونکہ کتنے ہی روزے دار ایسے ہوتے ہیں جن کو بھوک وپیاس کے علاوہ کچھ حاصل نہیں ہوتا اور کتنے ہی قیام کرنے والے ایسے ہوتے ہیں جن کو صرف تھکاوٹ اور رات کی بیداری کے علاوہ کچھ نہیں ملتا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں خاص طور پر ریاکاری سے بچائے اور اپنے جوارِ رحمت میں رکھے۔ آمین!